مشقی سوالات

1۔ مندرجہ ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے۔

الف: ''نیچے بحرالکاہل ہوتا ہے اور اُوپر خدا، کہیں زمین کا ذرا سا ٹکڑا ڈھارس کے لیے دِکھائی نہیں دیتا''

وضاحت: مصنفہ بیگم اختر ریاض الدین کو ٹوکیو سے بذریعہ ہوائی جہاز ہونولولو جانا تھا۔ ان کی دوستوں میں سے ایک محترمہ نے یہ کہہ کر اس سفر کا نقشہ کھینچا تھا کہ سارے سفر میں جہاز کے نیچے وسیع و عریض بحرالکاہل کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ طویل ہوائی سفر ایک خاتون کے لیے اچھا خاصا ہمت کا کام ہے۔ اس سفر کے دوران میں نیچے زمین، شہر، جنگلات اور بستیاں نظر آتی رہیں تو دِل کو کچھ نہ کچھ حوصلہ رہتا ہے لیکن اگر ہزاروں فٹ بلندی پر سفر کرتے ہوئے انسان کو نیچے سمندر کے سوا کچھ دِکھائی نہ دے تو انسان خوفزدہ ہو ہی جاتا ہے۔ مٹی سے بنا ہوا انسان مٹی سے دُور ہو کر بے قراری محسوس کرتا ہے۔

ب: ''اگر 26 کو جانا ہو تو 25 کی سیٹ بک کراؤ کیونکہ وہ چودہ سو چالیس منٹ سے کم لیٹ ہونا کسرِ شان سمجھتی ہے۔''

وضاحت: بیگم اختر ریاض الدین نے برٹش اوورسیز ایئرویز کارپوریشن کی کارکردگی کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ اس ہوائی کمپنی کی پروازیں کم از کم چوبیس گھنٹے لیٹ ہوتی ہیں۔ اس لیے کسی مسافر کو 26 تاریخ کو کہیں پہنچنا ہو تو اسے چاہیے کہ 25 تاریخ کی پرواز میں سیٹ بک کرائے تاکہ چوبیس گھنٹے لیٹ ہونے کے بعد بھی مقررہ تاریخ کو منزلِ مقصود پر پہنچ سکے۔

ج: ''خدا کسی شریف انسان کو کلکتے نہ لے جائے۔ اگر مرزا غالب نے اس میں کچھ دیکھا تو ہندوستانی کسٹم آفیسر اور بنیا پولیس سے پہلے دیکھا ہوگا۔''

وضاحت: مرزا غالب سفرِ کلکتہ کو اپنی زندگی کا یادگار سفر سمجھتے تھے۔ ان کا شعر ہے:

کلکتہ کا جو ذِکر کیا تو نے ہم نشیں

اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ! ہائے !

مصنفہ لکھتی ہیں کہ مرزا غالب کلکتہ پر فدا ہوئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دَور کا کلکتہ ہندوستانی کسٹم آفیسروں اور پولیس سے پاک تھا۔ آج کل کلکتہ جانے والوں کو ان کسٹم آفیسرز کی زیادتیوں اور پولیس کی ستم ظریفیوں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ اسی لیے اب کلکتہ جانا شرفا کے لیے ایک تکلیف دہ تجربہ بن چکا ہے۔

د: ''جب ٹوکیو سے ہوائی جاؤ گی تو ہوائی جہاز ایسے اچھلے گا جیسے چھاج میں گیہوں۔''

وضاحت: بیگم اختر ریاض الدین لکھتی ہیں کہ ہانگ کانگ سے ٹوکیو کے سفر کے دوران میں جہاز چار گھنٹے تک خود لرزتا اور مسافروں کو لرزاتا رہا۔ ان حالات میں ایک جاپانی ہمسفر نے مصنفہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ٹوکیو سے ہوائی جاؤ گی تو جہاز ایسے اُچھلے گا جیسے چھاج میں گیہوں۔ اس تسلی میں تنبیہ کا پہلو بھی تھا کہ جہاز کے لرزنے سے خوفزدہ ہونے کے بجائے خود کو اس سے زیادہ خطرناک ہوائی سفر کے لیے ذہنی طور پر تیار کرو۔

ہ: ''سارا سفر آسمانوں میں ریشم کی طرح سرسر کرتا گزر گیا۔''

وضاحت: مصنفہ نے ٹوکیوتا ہونولولو سفر بخیر و عافیت گزرنے کا تذکرہ کیا ہے۔ انھیں اس سفر سے بہت ڈرایا گیا تھا۔ ایک صاحبہ نے کہا تھا کہ اس سفر میں نیچے بحرالکاہل اور اُوپر خدا ہوتا ہے۔ زمین بالکل دکھائی نہیں دیتی جبکہ ایک جاپانی نے بتایا تھا کہ ٹوکیوتا ہونولولو سفر میں جہاز ایسے اُچھلتا ہے جیسے چھاج میں گیہوں۔ آغازِ سفر میں مصنفہ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تھی کہ سفر بخیریت مکمل ہو جائے۔ وہ لکھتی ہیں کہ میری دُعا قبول ہوئی اور سارا سفر آسمانوں میں ریشم کی طرح سرسر کرتا گزر گیا۔

و: ''ڈھلتے سورج میں بحرالکاہل کروٹیں لے رہا تھا اور چاروں طرف زمرد کی آمریت مستحکم ہو چکی تھی۔''

وضاحت: مصنفہ نے جزیرہ ہوائی کے قدرتی حسن کی حسین تر قلمی تصویر دکھائی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ غروبِ آفتاب کے وقت سمندر کی لہروں کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ سمندر بس سونے ہی والا ہے اور کروٹیں بدل رہا ہے۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا۔ مصنفہ نے سبزے کی اس فراوانی کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے کہ چاروں طرف زمرد کی آمریت مستحکم ہو چکی تھی۔

ز: ''سپر مارکیٹ امریکن سرمایہ داری کا مکمل مظاہرہ اور امریکن طرزِ حیات کا بنیادی قلعہ اور اس کی لامحدود افراط کا ذخار ہے۔''

وضاحت: مصنفہ نے لکھا ہے کہ سپر مارکیٹ دس بازاروں کا مہا گرو ہے۔ انارکلی اور مال روڈ کی ساری دُکانوں کا سامان اس کی ایک لپیٹ میں آ جائے۔ ہر شے کی پچاس اقسام موجود ہیں اور ہر قسم چھت تک چنی ہوئی ہے۔ جگہ جگہ ''سیل'' کے بورڈ لگے ہیں۔ نقد نہیں تو اُدھار لے لیجیے۔ یہاں آ کر عورتوں کی آنکھیں اور بٹوے کھل جاتے ہیں۔ انسان وہ چیزیں بھی خرید لیتا ہے جن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ امریکی سرمایہ داری نظام اور طرزِ حیات کی بنیاد ذہنی سوچ نے غریب اور متوسط طبقے کا معاشی استحصال کر کے چند دولت مندوں کی تجوریاں مزید بھری جائیں۔ اس مقصد کے لیے تشہیر کا حربہ اختیار کیا گیا ہے۔ سپر مارکیٹ میں اشیا کی فراوانی کا مقصد یہی ہے کہ یہاں آنے والا جیب خالی کیے بغیر جانے نہ پائے اور اسے کچھ نہ کچھ خریدنا ہی پڑے۔

2: درج ذیل محاورات اور ضرب الامثال کو جملوں میں استعمال کیجیے:

اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈرنا' دھکے کھانا' اناللہ پڑھنا' خاک چھاننا' بلی کی طرح گھر بدلنا' شیطان کی آنت ہونا' پیٹ میں ہول اُٹھنا' ٹھیکی لگانا' آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہونا' پھول نچھاور کرنا۔

محاورات/ضرب الامثال	جملے
اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈرنا	جب تم نے یہ مہم سَر کرنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو گھبراؤ مت۔ مشکل تو پیش آئے گی مگر اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈرنا۔
دھکے کھانا	صرف تم ہی نہیں' آج کل بے شمار اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان ملازمت کے لیے دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔

انا للہ پڑھنا	دھماکے کی آواز سن کر میں نے انا للہ پڑھا۔
خاک چھاننا	مسلمانوں نے حصولِ علم کے لیے ملک ملک کی خاک چھانی۔
بلی کی طرح گھر بدلنا	جب سے لاہور آیا ہوں بلی کی طرح گھر بدلتا پھر رہا ہوں۔
شیطان کی آنت ہونا	بھئی! تمہاری کہانی تو شیطان کی آنت ہوگئی ہے ختم ہی نہیں ہوتی۔
پیٹ میں ہول اُٹھنا	انٹرویو دینے والے اُمیدوار کے پیٹ میں ہول اُٹھ رہے تھے۔
ٹھیکی لگانا	کراچی جاتے ہوئے ہم نے بہاولپور میں ٹھیکی لگائی۔
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہونا	جب خود کما کر گھر کا خرچ چلانا پڑے گا تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔
پھول نچھاور کرنا	برات پہنچی تو لڑکیاں دُولہا پر پھول نچھاور کرنے لگیں۔

3: ''سفرنامہ کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کو معلومات اور تفصیل مہیا کرے اس طرح کہ پورا ماحول سمجھ میں آجائے۔'' آپ نے اپنے ملک میں یا ملک سے باہر کسی جگہ کا سفر کیا ہو تو اس کا حال اپنے لفظوں میں لکھیے:

جواب: دیکھیے حصہ مضامین (ایک تفریحی سفر)

4: درج ذیل مصادر کو امدادی افعال کے طور پر اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

دینا' چکنا' آنا' جانا' اُٹھنا' رہنا' ہونا' کرنا' لینا' چاہنا' رکھنا۔

مصادر	امدادی افعال کے طور پر جملوں میں استعمال
دینا	بچے نے سارا سبق فرفر سنا دیا تو ماں کا دِل خوشی سے باغ باغ ہوگیا۔
چکنا	میں تو اپنا سارا کام ختم کر چکا ہوں۔
آنا	اتنی تعلیم حاصل کر کے بھی اسے بات کرنی نہیں آئی۔
جانا	اگر مجھے پتا چل جاتا تو میں فوراً آپ کی مدد کے لیے پہنچ جاتا۔
اُٹھنا	وہ اس کی اچانک آمد کی خبر پر چونک اُٹھا۔
رہنا	باپ بہت سمجھاتا رہا مگر بیٹے کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی۔
ہونا	تم نے اکبرِ اعظم کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ تو کیا ہوگا۔
کرنا	صبح جلدی اُٹھا کرو اور دِن کا آغاز نماز سے کیا کرو۔
لینا	اس نے میری سب باتیں سن لیں مگر ان پر عمل نہ کیا۔
چاہنا	پروگرام بس شروع ہوا ہی چاہتا ہے۔
رکھنا	میں نے جمیل کی آمد کی خبر سن رکھی تھی۔

5: درج ذیل الفاظ کا تلفظ اعراب کی مدد سے واضح کیجیے؟

الفاظ	اعراب	الفاظ	اعراب
الامان	اَلْاَمَانْ	مراجعت	مُرَاجَعَتْ
شیرخوار	شِیْرخَوارْ	ذخار	ذَخّار
اختراع	اِخْتَرَاعْ	توسل	تَوَسُّلْ
تنوع	تَنَوُّعْ	واللہ اعلم	وَاللّٰہُ اَعْلَمْ

آپ بیتی

☆اپنی ذاتی سرگزشت یا ذاتی احوال وواردات کا تحریری بیان آپ بیتی یا خودنوشت کہلاتا ہے۔ انگریزی میں اسے آٹو بائیوگرافی کہتے ہیں۔

کسی جاندار چیز کی آپ بیتی ہو یا کسی بے جان شے کی اُس کے اہم اصول یہ ہیں:

الف: آپ بیتی میں واحد متکلم کا صیغہ (میں) استعمال کیا جاتا ہے۔

ب: آپ بیتی لکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مشاہدہ اور مطالعہ بڑا گہرا ہو اور فرضی واقعات اور نقل پر بھی اصل کا گمان ہو۔

ج: واقعات اور حالات میں ایک منطقی ربط اور تسلسل ہو اور زبان روزمرہ گفتگو کے عین مطابق ہو۔

مندرجہ بالا باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اب آپ ایک دس روپے کے بوسیدہ نوٹ کی آپ بیتی لکھیے۔

جواب: دیکھیے حصہ آپ بیتی۔

6: بیگم اختر ریاض الدین کا مشہور سفرنامہ ''سات سمندر پار'' اپنے کالج کی لائبریری سے لے کر پڑھیے۔

جواب: طالب علم خود کوشش کریں۔

☆اقتباسات کی سیاق وسباق کے حوالے سے تشریح

اقتباس 1: ''جزیرہ ہوائی کی یہ ایک رسم دیرینہ ہے کہ ہر آنے والے کا پھولوں کے حسین گجروں سے استقبال کیا جاتا ہے، اس لیے ارمان تھا کہ کم از کم میاں تو پھول نچھاور کرنے پہنچ جائیں گے لیکن میاں ریاض الدین صاحب حسبِ معمول غائب، رات کا وقت، مجھے ان کا پتا بھی نہیں معلوم۔ جناب بلی کی طرح تین گھر تبدیل کر چکے تھے۔ ہوائی کی یونیورسٹی میں فون کیا تو انھوں نے کہا، ایسٹ ویسٹ سنٹر سے پوچھو۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 68)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : ہوائی

مصنفہ کا نام : بیگم اختر ریاض الدین

سیاق وسباق: مصنفہ نے ''ہوائی'' کے سفر کی داستان بہت دلکش انداز میں تحریر کی ہے۔ سفر کے آغاز میں انھوں

نے اپنی جائے پیدائش کلکتہ بھی دیکھا۔ وہ ہانگ کانگ اور ٹوکیو سے ہوتی ہوئی ہونولولو پہنچیں، جہاں ان کے شوہر ریاض الدین مقیم تھے۔ ہوائی میں قیام کے دوران میں انھوں نے ان جزائر کے قدرتی حسن اور دل فریبی کا جی بھر کے مشاہدہ کیا۔ وہ سپر مارکیٹ بھی گئیں جو امریکی سرمایہ داری نظام کا نمونہ ہے اور ایسٹ ویسٹ سنٹر اور ہوائی یونیورسٹی بھی دیکھی جو امریکہ اور مغرب کی علم دوستی کی مثالیں ہیں۔ مصنفہ ہوائی پہنچیں تو ان کے شوہر استقبال کے لیے ایئرپورٹ نہ آئے جس کے باعث مصنفہ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

تشریح: مصنفہ بیگم اختر ریاض الدین نے اپنے شوہر کو بذریعہ تار اپنے ہونولولو پہنچنے کی تاریخ سے مطلع کر دیا تھا۔ وہ تین ماہ بعد اپنے شوہر سے ملنے ہوائی پہنچی تھیں اور انھیں اُمید تھی کہ میاں ریاض الدین ان کا استقبال کرنے کے لیے ایئرپورٹ پر موجود ہوں گے۔ بیگم اختر کو ہوائی کے اس دیرینہ رواج کے متعلق بھی معلوم تھا کہ وہاں ہر مہمان کا استقبال پھولوں کے خوبصورت اور خوشبو بھرے گجروں سے کیا جاتا ہے۔

انھیں توقع تھی کہ اور کوئی نہ سہی، کم از کم ان کے شوہر تو پھول نچھاور کرنے کے لیے پہنچ ہی جائیں گے لیکن اس وقت انھیں سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب ہونولولو ایئرپورٹ پہنچنے پر انھوں نے میاں ریاض الدین کو غیر حاضر پایا۔ رات کا وقت تھا اور بیگم اختر کو اپنے شوہر کی رہائش گاہ کا پتا بھی معلوم نہ تھا۔ دراصل ریاض الدین خوش باش اور بے فکر طبیعت کے مالک تھے اور ہوائی پہنچنے کے بعد تین گھر تبدیل کر چکے تھے۔ ان کا پتا معلوم کرنے کے لیے بیگم اختر نے ہوائی یونیورسٹی فون کیا تو جواب ملا کہ ایسٹ ویسٹ سنٹر سے پوچھیں۔ اس طرح ہوائی کی زمین پر قدم رکھتے ہی بیگم اختر کو غیر متوقع صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا۔

اقتباس 2: ''سپر مارکیٹ ایسی شیطان کی آنت ہے کہ دِل چاہتا ہے کہ خود ٹرالی میں لٹک جائیں۔ اس ادارے کی افراط دیکھ کر انسان ایشیا، افریقہ کی بھوک اور قحط بھول جاتا ہے۔ اس جگہ بلا ارادہ اور بلا ضرورت خریداری کرنی پڑتی ہے۔ ہر شے کی پچاس قسمیں اور ہر قسم چھت تک چنی ہوئی۔ ہر دوسرے قدم میں سیل لکھا ہوا۔ اگر نقد نہیں تو اُدھار لیجیے۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 71)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : ہوائی

مصنفہ کا نام : بیگم اختر ریاض الدین

سیاق و سباق: مصنفہ نے ہوائی کی سیاحت کا احوال خوبصورت لہجے میں بیان کیا ہے۔ کلکتہ، ہانگ کانگ اور ٹوکیو سے ہونولولو تک ہوائی سفر کی جزئیات خاصی دلچسپ ہیں۔ مصنفہ ہونولولو ایئرپورٹ پہنچیں تو ان کے شوہر استقبال کے لیے موجود نہ تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ تار کا مضمون سمجھنے میں غلط فہمی ہو گئی تھی۔ ہوائی میں قیام کے دوران میں مصنفہ نے جزائر کے بے مثال حسن کا مشاہدہ بھی کیا اور ایسٹ ویسٹ سنٹر اور ہوائی یونیورسٹی جیسے تعلیمی اور تحقیقی اداروں کا ماحول بھی دیکھا۔ ایک شام وہ سپر مارکیٹ گئیں جو امریکی سرمایہ داری اور طرزِ حیات کا مظہر ہے۔ ہمارے ہاں کے دس مکمل بازار اس ایک مارکیٹ میں سما سکتے ہیں۔ سپر مارکیٹ پہنچ کر خواتین کی

آنکھیں اور منہ کھل جاتے ہیں اور سامان کی بہتات انھیں وہ چیزیں خریدنے پر بھی مجبور کر دیتی ہے جن کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تشریح: ہوائی کی سپر مارکیٹ امریکی نظام معیشت کے بنیادی اور مرکزی نکتہ یعنی کسی بھی قیمت پر زراندوزی اور نفع کمانے کی آئینہ دار تھی۔ امریکہ سرمایہ داری نظام کا علمبردار ہے اور چاہتا ہے کہ ساری دُنیا اس کی تقلید میں فری مارکیٹ اکانومی کے اصول کو اپنا لے جو بظاہر ایک خوش نما نعرہ لیکن درحقیقت اخلاقیات کی جڑ کاٹنے والا بیہودہ تصور ہے۔ سرمایہ داری نظام میں روپیہ ہی اصل قدر ہے اور اس کے حصول کے لیے رُوحانی اور دینی اقدار کو پامال کرنا بالکل جائز تصور کیا جاتا ہے۔ یہ سسٹم امیر کو امیر تر کرتا اور غریب سے روکھی سوکھی بھی چھین لیتا ہے۔ سپر مارکیٹ کے تصور نے چھوٹے کاروباری طبقے کو ختم کر کے رکھ دیا۔ یہ مارکیٹ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ہمارے شہروں کے دس بڑے اور مرکزی بازار اس کی ایک لپیٹ میں آ سکتے ہیں گویا سپر مارکیٹ کے تصور نے وہ منافع جسے ہزاروں تاجروں میں تقسیم ہوتا تھا، ایک ہی سرمایہ دار کی تجوری میں پہنچا دیا ہے۔ سپر مارکیٹ میں سامان کی فراوانی دیکھ کر ایشیا اور افریقہ کی بھوک اور قحط سالی بھول جاتی ہے۔ مارکیٹ میں شاپنگ کرتے کرتے انسان تھک جاتا ہے اور اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ خود بھی اشیائے صرف رکھنے والی اس ٹرالی میں لیٹ جائے جسے وہ اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا لا رہا ہے۔ یہاں آ کر آدمی وہ چیزیں بھی خرید لیتا ہے جنھیں خریدنے کی کوئی ضرورت یا ارادہ نہیں ہوتا۔ ہر شے کی پچاس قسمیں موجود ہیں۔ جگہ جگہ ''سیل'' یعنی سستے سامان کی فراہمی کی دعوت تحریر کر دی گئی ہے۔ نقدی سے محروم لوگوں کے لیے یہ سہولت بھی موجود ہے کہ وہ ادھار خرید لیں یعنی سامان قسطوں پر لے جائیں اس پیشکش کے پس منظر میں بھی سرمایہ داری نظام کا یہ کریہہ حربہ کارفرما ہے کہ قسطوں پر سامان خریدنے والے سے اصل قیمت سے ڈیڑھ دوگنا قیمت وصول کی جاتی ہے۔

مزید معروضی سوالات

س: مصنفہ کو ٹوکیو سے ہونولولو تک سفر کے متعلق کیا بتایا گیا تھا؟

ج: مصنفہ کو ایک صاحبہ نے ڈرایا تھا کہ ٹوکیو سے ہونولولو تک نیچے بحر الکاہل ہوتا ہے اور اُوپر خدا، کہیں زمین کا ذرا سا ٹکڑا بھی ڈھارس کے لیے دکھائی نہیں دیتا۔ طوفان آ جائے تو پھر الامان!

س: مصنفہ نے کلکتہ کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا ہے؟

ج: کلکتہ مصنفہ کی جائے پیدائش ہے لیکن ایئرپورٹ سے پولیس اسٹیشن تک انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ لکھتی ہیں کہ خدا کسی شریف انسان کو کلکتہ نہ لے جائے۔ اگر مرزا غالب نے اس میں کچھ دیکھا تو ہندوستانی کسٹم آفیسر اور بنیا پولیس سے پہلے دیکھا ہوگا۔

س: پین ایم جہاز کے لرزنے پر جاپانی تاجر نے مصنفہ سے کیا کہا؟

ج: جاپانی تاجر نے مصنفہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ٹوکیو سے ہوائی جاؤ گی تو جہاز ایسے اُچھلے گا